

روزنامہ

ایڈیٹر

۲۲ جنوری ۱۹۲۲ء

۱۵۲ نمبر

جلد ۵۲

۲۲ جنوری ۱۹۲۲ء

۱۵۲ نمبر

۱۵۲ نمبر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اید اللہ تعالیٰ

کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

محترم صاحبزادہ ناکثر مرزا انور احمد صاحب

دلہ بچہ جولائی (بوقت پانے بجے صبح) پر رسول دن بھر حضور کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی۔ کل حضور کو کچھ اعصابی ضعف کی کیفیت ہو گئی۔ اس وقت طبیعت اچھی ہے۔

اجاب جماعت خاص توجہ اور الترام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولے اکرم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا کرے۔
امین اللہم آمین

محرم صبح اللہ صاحب سبیل سیر الیون
آج روزہ پینچ رہے ہیں

محرم صبح اللہ صاحب سبیل سیر الیون
آج روزہ پینچ رہے ہیں۔ اجاب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اسٹیشن پر پینچ کر اپنے بھائی کا استقبال کریں۔ کلام تبصرہ

حضرت سیدہ ام و سیم صاحبہ کے لئے
دعوات دعا

حضرت سیدہ ام و سیم صاحبہ
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اید اللہ تعالیٰ
بندرہ العزیز تاحال لاہور میں قید علاج
آپ کے دماغ کے لئے
Fracture ہوئی تھا
کا وہ بار بار مجھے لیا جا چکے بار
میں شہر میں اور رہے
اجاب صحت کاملہ کے لئے دعا
فرمائیں

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

توبہ کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنے گناہوں کو چھوڑ کر پاکیزہ زندگی اختیار کرے

ہمارا خدا سیم و کریم ہے وہ عیسائیوں کے خدا کی طرح نہیں ہے جو کسی کا گناہ نہیں بخش سکتا

توبہ کے معنی رجوع کے ہیں۔ یہ اس حالت کا نام ہے کہ انسان اپنے معاصی توبہ کرے۔ جن کے تعلقات بڑے ہوتے ہیں اور اس نے اپنا وطن نہیں مقرر کر لیا ہوا ہے۔ گویا کہ گنہ میں اس نے بود و باش مقرر کر لی ہوئی ہے تو توبہ کے معنی یہ ہیں کہ اس وطن کو چھوڑنا اور رجوع کے معنی پاکیزگی اختیار کرنا۔ اب وطن کو چھوڑنا بڑا گراں گزارا ہے اور ہزاروں تکلیفیں ہوتی ہیں۔ ایک گھر جب انسان چھوڑتا ہے تو کس قدر اسے تکلیف ہوتی ہے اور وطن کو چھوڑنے میں تو اس کو سب یاد و ستوں سے قطع تعلق کرنا پڑتا ہے اور سب چیزوں کو مثل چارپائی، فرش و مہسلے و گیلیاں کو پیسے بنا کر سب چھوڑ چھوڑ کر ایک نئے ملک میں جانا پڑتا ہے۔ یعنی اس (سابقہ) وطن میں کبھی نہیں آتا اس کا نام توبہ ہے معصیت کے دوست اور ہوتے ہیں اور تقویٰ کے دوست اور۔ اس تبدیلی کو صوفیائے موت کہتے ہیں جو توبہ کرتا ہے اسے بڑا حرج اٹھانا پڑتا ہے اور سچی توبہ کے وقت بڑے بڑے حرج اس کے سامنے آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سیم و کریم ہے۔ وہ جب تک اس کل کا نعم البدل عطا نہ فرمادے نہیں مارتا۔ ان اللہ یحب المتوابعین میں ہی اشارہ ہے کہ وہ توبہ کر کے غریب سبکس ہو جاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اس سے محبت اور پیار کرتا ہے اور اسے نیکیوں کی جماعت میں داخل کرتا ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی علالت

درجہ یکم جلائی۔ جیسا کہ اجاب کو علم ہے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بعض علاج ۲۸ جون کو لاہور تشریف لے گئے تھے۔ کل بڑی صحت فون اطلاع موصول ہوئی۔ گد آپ کی طبیعت سوزش بولی اور شدید ضعف اور بے چینی کی وجہ تاحال سخت ناساز ہے۔
اجاب جماعت حضرت میاں صاحب کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے الترام کے ساتھ دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں۔

دوسری تو میں خدا کو سیم و کریم خیال نہیں کرتیں۔ عیسائیوں نے تو خدا کو ظالم جانا اور بیٹے کو سیم و کریم کہ باپ کو گناہ نہ بخشے اور بیٹا جان دے کر بخشوانے بڑی بے وقوفی ہے کہ باپ بیٹے میں اتنا فرق۔ واللہ مولود میں مناسبت اخلاق عادات کی ہوا کرتی ہے (مگر یہاں تو بالکل نفاذ) اگر اللہ سیم و کریم نہ ہوتا تو انسان کا ایک دم گوارا نہ ہوتا جس نے انسان کے عمل سے پیشتر ہزاروں ایشیا اس کے لئے مفید بنائیں تو کیا یہ گمان ہو سکتا ہے کہ توبہ اور عمل کو قبول نہ کرے۔
(۱۹ نومبر ۱۹۲۲ء)

قرآن کریم کی فقیہیت

ہے کہ اسلام آج کی خلائی دنیا سے بھی کتنے آگے ہے۔ جو بات آج دانایانِ یورپ کے ذہن میں آئی ہے اور عقلیت میں اتنی عظیم ترقی کے بعد آئی ہے وہی بات آج سے تقریباً چودہ سو سال پہلے قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ قرآن کریم واقعی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے پیسے رسول تھے اور آپ کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق وہ باتیں قرآن کریم کے ذریعہ معلوم ہوتی تھیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر بندوبست ہی اتاری ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے ساٹھ سو سال پہلے قرآن کریم کو ایسے سنت رسول اللہ کی روشنی میں ہی بتایا ہے اپنی تصانیف میں پیش کی ہیں جن کو آج اپنے صاحب موصوف اس زور و شور سے پیش کر رہے ہیں اور آپ نے صاف صاف کھاکے کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ مسیح نامی علیہ السلام صلیب پر جاں بحق نہیں ہوئے تھے تو موجودہ مسیحیت کی تمام عمارت دھڑام سے نیچے آجاتی ہے چنانچہ آپ نے انجیل اور تاریخی شہادت سے ثابت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر سے زندہ اتار لئے گئے تھے اور علاجِ جاہل سے اس قابل ہو گئے تھے کہ فلسطین ہی سے ہجرت کر جائیں۔ چنانچہ آپ ہی انجیل میں لکھتے ہیں جو ان فلسطین اور کشمیر میں کسی وقت ہجرت کر کے آباد ہو گئے تھے وہیں لانے کے لئے چل پڑے اور فلسطین اور بھارت کے متعلقہ علاقہ میں پھرتے رہے اور آخر کار کشمیر میں پہنچ گئے اور وہیں ۱۲ سال کی عمر میں آپ نے عیساکہ اعادیت سے بھی واضح ہوتا ہے وفات پائی اور آپ کی قبر اب تک سرینگر محلہ غانیار میں موجود ہے۔

یہ ایک عظیم شانِ انجیلی ہے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انجیل سے خبر پائی کہ قرآن کریم۔ اعادیت مبارکہ مقدس صحف اور تاریخی واقعات پر بخرد کرنے سے کیا ہے۔ یہ ایک ایسا اعجاز ہے جس نے عقیدت مندوں کو عیسائی دین کی جڑیں ہلکی کر دی ہیں اور جسے بٹسے پادریوں کو کھراتا

گرسختہ ادارہ میں ہم نے ڈاکٹر جان زین صاحب شپ آف ویلورج کی کتاب "خدا تعالیٰ کی قدریمائی تو" کا خلاصہ ماہنامہ انصار شہر سے نقل کیا ہے۔ اس خلاصہ سے معلوم ہوا ہے کہ گزشتہ موصوف نے عیسائیت اور عیسائیت کے ختم ہونے پر وہی اعتراضات کیے ہیں جو قرآن کریم نے اصراراً قرآن کریم اور سنت رسول اللہ صلیب علیہ وسلم کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیے ہیں تب موصوف نے ۱۰ روپے سے بھیسیں موت اور گناہ وغیرہ کے مروجہ عیسائی عقائد پر بھروسہ دار کیا ہے۔

پھر آپ نے واضح کیا ہے کہ "مروجہ عیسائیت کی بنیاد عیسائیت نہیں ہی اصطلاحات پر ہے جو خود تعالیٰ سے متعلق جسمانی وجود کے ایک طفلانہ اور ناقابلِ فہم تصور۔ عبادت ہیں یہ اصطلاحات آج سے دو ہزار سال قبل ایک مہر مہر غیر سائیس دور میں اس وقت وضع کی گئی تھیں جب انسان دور طفلانیت میں سے گذر رہا تھا۔ بعد ازاں ان اصطلاحات کو عجیب و غریب معانی و مفہوم کا حامل قرار دے کر مسیح کو خدا قرار دے دیا گیا اور اسے ہم انسان کے ساتھ آسمان پر پہنچا کر خدا کے ماننے والے تھے۔ یہ سارا تصور اس قدر بے عقلانہ اور کھلم کھلا ہے کہ خدا کی ذات کے متعلق یہ سارا تصور اس قدر بے عقلانہ اور کھلم کھلا ہے کہ خدا کی ذات کے موجودہ دور میں جبکہ عقل انسانی دور طفلانیت سے نکل کر سن بلوغ کو پہنچ چکا ہے تو بھی معقول شخص اسے قبول نہیں کر سکتا۔"

انصار اللہ جون ۲۰۱۳ء (مکمل) قرآن کریم نے ان نام نہاد عیسائی عقاید کی سخت تردید کی ہے اور صاف صاف فرمایا ہے کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر ہرگز نہیں ہوئے اور آج اللہ تعالیٰ یا ان کے تھے۔ اور ان کو شخص دوسرے کا بوجھ لگانا ہے۔ "لائمز وارڈز" ڈور آخری "قرآن کریم نے یہ نظریات آج سے تقریباً چودہ سو سال پہلے پیش کیے ہیں اس سے ظاہر

کون پڑا ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیقات مسیح ثابت ہو جائے تو موجودہ عیسائیت کا جنازہ نکل جاتا ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام جو دینِ لیکر مبعوث ہوئے تھے وہ دینِ غلط ثابت ہو جاتا ہے۔ وہ دین تو بالکل سچا دین ہے اور آپ کی تعلیمات قرآن کریم میں آچکی ہیں۔ اور عملاً تو رات اور رات ہی کی اب کوئی ضرورت باقی نہیں رہی تاہم اس زمانہ میں شہادت کے لئے نکالنا وجود جائز ہے کیونکہ ان میں ایسا باتیں باوجود تحریف کے اب بھی موجود ہیں جس سے سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلیب علیہ وسلم کی صداقت اور عقیدت ثابت ہوتی ہے اسلئے بطور برکاروں کے نہ صرف تو رات اور رات کا وجود باقی رہنا ضروری ہے بلکہ باقی کتب سماوی کا وجود بھی رہنا ضروری ہے۔ دراصل بیڑنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کے نشانات میں سے یہ بھی ایک عظیم نشان ہے جو قرآن کریم کی پیشگوئی پر مشتمل ہے کہ

اخا الصحف نشرت
(سورہ توحہ ۱۱)
یعنی اس زمانہ میں صحف پھیلائے جائیں گے صحف ایک وسیع المعنی لفظ ہے اور اس کا اطلاق موجودہ زمانے کے اخبارات پر بھی ہوتا ہے۔ تاہم اس لفظ میں صحف آسمانی بھی شامل ہیں۔ چنانچہ دیکھ لیجئے کہ آج نہ صرف بائبل ہی اس وقت کے ساتھ پھیلائی جا رہی ہے بلکہ تمام قدیم مذاہب کے صحف نئے نئے انداز سے اور نئے نئے روپوں میں شائع کئے جا رہے ہیں۔ چین، جاپان، ہندوستان کے تمام قدیم صحف آج کل کثرت سے شائع ہو رہے ہیں اور بہت سی ایسی مذاہب نکلتی ہیں جو کیا بلکہ نیا یا بھول چکی تھیں وہ بھی چھپی چکی ہیں۔

یہ اس لئے بھی ضروری تھا کہ تمام مذاہب کے صحف روشنی میں آجائیں تاکہ ان کے عقائد میں قرآن کریم کی کمال ترین اور آخری تعلیمات کی ہرگز کمی اور قوت نہ رہے اور دکھائی جاسکے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اولین کیفیت براہین اور جلد اول میں تمام دنیا کے مذاہب کو چیلنج دیا ہے کہ وہ قرآن کریم کے مقابلہ میں اپنی کتب مقدسہ میں سے صرف پانچواں حصہ سجائی کا ثابت کریں اور پیش ہوا انعام حاصل کریں۔ پھر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے انجیل سے یہ ثابت کیا ہے کہ سیدنا حضرت مسیح نامی علیہ السلام ہرگز صلیب پر جاں بحق نہیں ہوئے تھے۔ یہ سامان اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی رکھا تھا کہ انجیل آج تمام دنیا میں پھیلائی جا چکی ہیں اور شاہد ہی دنیا کی کوئی سنتی ہو گا جس میں

بائبل یا نئے عہد سے کوئی جملہ نہ ہوگی۔ یہ اپنی تعریف ہے اس لئے کہ ہر جگہ یہ شہادت دی جاسکے کہ خود انجیل سے ثابت ہو سکتا ہے کہ مسیح نامی علیہ السلام نے صلیب پر فانی نہیں پائی۔ اگرچہ آج ہرگز دنیا میں یہ ثابت قائم کرنا ممکن ہے اور موجودہ مسیحیت کی عمارت پر ضرب لگائی جا سکتی ہے۔

کیا یہ عظیم اعجازِ حق نہیں ہے کہ جو باہمی آج سے تیرہ چودہ سو سال پہلے قرآن کریم نے پیش کی تھیں اخباریورپ کا طرزِ اب انجیل طرف تیزی سے قدم بڑھا رہا ہے اور ڈاکٹر جان زین صاحب نے ہم سے کہا کہ اب یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ موجودہ عیسائیت کا بنیاد طفلانہ باتوں پر ہے اور موجودہ زمانہ کا انسان ان باتوں کو نہیں مان سکتا۔ ایک طفلانہ عیسائی یہ تمام سامان باہم کھل کر خیرہ بجا رہتا ہے اور اٹھتا ہے جس کو کوئی بوخندہ مان نہیں سکتا۔ کیا صرف یہ امر سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلیب علیہ وسلم کی صداقت اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حقانیت پر ایک شاہدِ عادل نہیں ہے جسکی آنکھیں ہوں وہ دیکھے اور دیکھے گا ان ہوں وہ سترے۔

بشپ ڈاکٹر جان صاحب فرماتے ہیں۔
"یہی وجہ ہے کہ عیسائیت اس زمانہ میں بیکسر لٹا رہی ہوگی کہ قلب کی اہمیت کھو چکی ہے۔ لوگوں کا اس پر سے اعتقاد اٹھتا جا رہا ہے اور وہ دن بدن اس سے ہزار ہوں کر دوسرے مذاہب اور مشققات کی طرف متوجہ ہوتے جا رہے ہیں جیسک ہم یورپی دیانتداری سے کام لے کر خدا کے متعلق ایسے مضحکہ خیز تصور کو فرمایا ہے کہ ہمیں گے اس وقت تک عیسائیت کے بیکسر معدوم ہونے کا خطرہ دور نہیں ہوگا!"

انصار اللہ جون ۲۰۱۳ء (مکمل) یہ الفاظ واضح ہیں۔ اگر عیسائیت کے موجودہ عقاید ختم ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کا سجادہٴ ربوبی ہوجاتا ہے جو آسمانی کتب کے افسردہ ایڈیشن قرآن کریم ہی سے مل سکتا ہے۔ یہ ایک پیشگوئی ہے جو شہاب صاحب نے فرمائی۔ اللہ تعالیٰ وہ دن جلد لاتے کہ ہم ان دانایانِ یورپ کے سامنے قرآن کریم کا ہمیں چہرہ پیش کرنے میں کامیاب ہوں جو ہوتا ہے اور ضرور ہوتا ہے۔

برصغیر ہندو پاک میں مسیحیت کا نفوذ اور اس کا دفاع

ازمکرم مولانا سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلمہ مشن ممبئی

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے شخصیت سے مقابلہ کرنے، جوہ علماء اسلام جو حیات مسیح اور آخری زمانے میں اللہ کے نزول کے قائل ہیں۔ ان کے لئے یہ صورت حال انتہائی ایسے کن تھی۔ وہ مسیحوں کے ان سوالوں کا کوئی معقول جواب نہیں دے سکتے تھے۔ جن کا تذکرہ بالا کی جگہ پر ذکر کیا گیا ہے۔ اسی لئے جہاں علماء اسلام کو الوہیت مسیح شریف اور کفار سے کے مسائل پر بحث کرنے میں دلیر پاتے ہیں وہیں ان کو یسوع مسیح اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کا مقابلہ کرنے میں گریز کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔

آزاد خیال علماء کی سرگزشت

یہ تو قدرت پسند طبقے کی سرگزشت ہے۔ دوسرا طبقہ جو ان دنوں مسیحوں کے مقابل اسلام کی طرف سے دفاع میں حصہ لے رہا تھا، وہ سرسید احمد اور ان کے ساتھیوں کا گروہ ہے۔ ان میں مولوی چراغ علی اور میر علی گلپائے سرسید کی شخصیت رکھتے ہیں۔ یہ لوگ بہت سے مسائل میں پہلے گروہ سے مختلف خیال تھے۔ یہ حیات مسیح کے قائل تھے نہ کہ قرآن مجید میں مسیح کے یہ مشرور شہرت دونوں کو رد کرتے تھے۔ مولانا الطاف حسین حالی نے سرسید کی تفسیر القرآن سے بڑی ایسے مسائل پیش کئے ہیں۔ جن میں انہوں نے عام مفہوموں سے اختلاف کیا ہے۔ عیسیٰ پادری عموماً عقیدہ حیات مسیح و نزول مسیح کے بعد اسلام کو جن مسائل میں مطلقاً ہی مگر تھے۔ یعنی مسلح جہاد، مسئلہ غلامی اور مسلم قہر داد و اداج۔ سرسید اور ان کے ساتھیوں نے ان مسائل پر خوب حق تحقیق ادا کیا۔

خطبات احمدیہ

سرسید صاحب کو سب سے زیادہ حلیف سروریم مسیحوں کی کتاب "حافظ آفت محمد سے ہوتی تھی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسانیت کے نمودار باللہ دو بڑے ذہن ہیں، محمد کی تلوار اور محمد کا قرآن۔ ان کو نہ میں انگریز حکام جس مسلم آزاد پالیسی پر عمل کر رہے تھے، اس کا یہ ایک نمونہ ہے۔ اللہ نے گورنر بمبئی نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو نمودار باللہ پیغمبر، بلکہ جہاد سروریم کو لے حضور کو انسانیت کا ذہن قرار دیا۔ سرسید نے اس گمراہ کن اور فتنہ انگیز کتاب کا انگریزی دار و دو میں جواب تیار کیا۔ جو خطبات احمدیہ کے نام سے شائع ہوا۔ سرسید نے مسئلہ غلامی پر بھی ایک کتاب لکھی البتال غلامی اور اس میں دعویٰ

طور پر بیان کرتے۔ پھر ان شخصیتوں کو سمجھنے کا سب سے معتبر ذریعہ ان کی ابھی کتب رہتی ہیں۔ جن میں اہل مذہب یقینی اور درجہ اول سمجھتے ہیں۔ اگر ان کی شخصیت ابھی کتاب کے آئینے میں دکھائی جاسکے، تو فریقین مقابلہ کے لئے یہ طریقہ زیادہ قابل فہم ہوتا ہے۔ اسی اصول کی بناء پر علماء اسلام یسوع مسیح کی شخصیت و سیرت مسیحوں کی کتاب مقدس اناجیل اربعہ سے معلوم کرنا چاہتے تھے اور عیسیٰ پادری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت و سیرت پر قرآنی آیات کا مطالعہ کرتے تھے۔ لیکن یہ ہونے لگا ہے کہ جن کے رہتے ہیں سو ان کو اس کا مشکل ہے یہ قول یہاں بھی صادق آتا ہے۔ اس قاعدے کے تحت مسیحوں کے لئے صرف یہ ضروری قرار پاتا ہے کہ وہ یسوع مسیح کی شخصیت و سیرت اناجیل اربعہ کی روشنی میں پیش کریں۔ لیکن ایک مسلمان کی ذمہ داری تو یہی ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اسوہ حسنہ پر روشنی نہیں ڈالی گئی ہے۔ لیکن اس میں جا بجا جہاں ان کی شخصیت، ان کی صفات، سہری زندگی اور زندگی و درجات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کی ہر حق بیانی سے مسیحوں کو ناجائز قاعدہ اٹھانے کا موقع ملتا ہے۔ وہ اب اناجیل اربعہ کو چھوڑ کر قرآن کی طرف مڑے اور یسوع مسیح کی شخصیت و سیرت قرآنی حکمت سے پیش کرنے لگے۔ پھر وہ اس کا

اور مسیحوں علماء اسلام میدان مناظرہ میں آتے ہیں اور ان مسائل پر اپنا اپنا زاویہ در علم و بیان دکھاتے ہیں۔

یسوع مسیح اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت

در اصل اسلام اور مسیحیت کے درمیان ہر فاصل قائم کرنے والا کوئی مسئلہ ہے۔ تو صرف ایک مسئلہ ہے۔ یعنی جناب یسوع مسیح اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کا مسئلہ۔ ان دونوں کے قرآن کریم ان دونوں میں کوئی شخصیت دوسرے سے افضل ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر مذہب میں شخصیت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اسی لئے ہمیں مسیحیت یا اسلام کو سمجھنے سے پہلے جناب یسوع مسیح اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھنا چاہئے۔ دنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں جس کو ہم اس کے بانی سے الگ کر کے سمجھنے کی کوشش کر سکیں ہر مذہب کی عزت و ناموس بانی مذہب کی عظیم شخصیت اعلیٰ کردار اور پاکیزہ تعلیمات کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسیحی باپا اپنے پیغمبر سے یسوع مسیح کو پیش کرتے ہیں اور مسلمان سچات کے لئے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا اقرار ضروری قرار دیتے ہیں۔

اس تہذیبی اصول کے تحت ہر مذہب کے داعیوں کا یہ فرض منصبی ٹھہرتا ہے کہ وہ بانی مذہب کی شخصیت اور سیرت و سوانح حیات

ان مسلمات کی روشنی میں مسیحوں سے مناظرہ کرنے کی قطعاً گنجائش نہیں اگر مسیحیت کے احکام و تعلیمات پر اسلام کے ہزاروں دفعات ثابت ہو جائیں مگر پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یسوع مسیح سے افضل ثابت نہ ہوں۔ لیکن ان کی ہیئت کی ضرورت بھی معلوم نہ ہو سکے۔ تو ایسی برتری سے نہ عیسائیت کی شخصیت پر کئی بھی اور نہ مسلمان ایسی شخصیت پر راضی ہو سکتے تھے۔ میں ان بزرگوں کے علم و فضل سے انکار نہیں۔ یہ مسقولات و منقولات میں بڑی دسترس رکھتے تھے اور عوام کے نزدیک ذہن آفاق میں بھی مشہور تھے۔

عشرت اول جوں ہند مہمار کج
تا ثریا سے رود دیوار کج
عقدہ حیات مسیح کا قائل کبھی تحقیقی طور پر مسیحیت کے مقابل اسلام کی طرف سے دفاع کر ہی نہیں سکتا۔ پھر بھی یہ علماء کرام اسلام کی صداقت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افضل الانبیاء ہونے پر پختہ یقین رکھتے تھے۔ اس لئے مسیحیت میں دونوں کی تقریر و ترجمہ سے وہ مضطرب ہو جاتے۔ اور میدان مناظرہ میں اسلام کی طرف سے دفاع کرنے میں پڑتے۔

مولوی رحمت اللہ صاحب کراچی کے بدعقلموں میں مولانا محمد قاسم نانوتوی نے بھی شاہجہان پور کے "میدان ہند" نامی نامی میں مسیحیت کو شکست فاش دی۔ لیکن ان کا موضوع بھی ابطل ثابت تھا اور میں کہہ چکا ہوں کہ یہ کوئی ایسا موضوع نہیں جس پر ایک تعلیم یافتہ مسلمان کے لئے گفتگو کرنا مشکل ہو۔

غلط فہمیاں دور کرنے کا سامان

احمدیت سے متعلق لوگوں کے دلوں میں بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ ان غلط فہمیوں کے دور کرنے کا بڑا ذریعہ یہی ہے کہ لوگوں کو احسن طور سے احمدیت سے روشناس کرایا جائے۔

آپ دوسرے احباب کے نام الفضل کا روزانہ پرچہ یا خطبہ نمبر جاری کروا کر انہیں احمدیت سے روشناس کرا سکتے ہیں۔ اور ان غلط فہمیوں کو دور کرنے کا سامان کر سکتے ہیں۔

(پیغمبر الفضل (رہوہ)

مسئلہ جہاد و تشکیک وغیرہ

مسیحیات یہ ہے کہ یہ موضوع مباحث جن کا اہم ذریعہ کرنا چاہئے۔ ان کا اسلام کی وحدانیت و صداقت سے اتنا تعلق نہیں جتنا علی تحقیق اور عالمانہ ذہن نگاہی سے ہے۔ اس قسم کے غم و غم طلب مسائل ہر مذہب میں پائے جاتے ہیں اور ہر مذہب کو اپنی اپنی قابلیت و استعداد کے مطابق ان پر اظہار خیال کرنے سے رسمی وجہ ہے کہ ہم ان مناظرہ سرگرمیوں میں کسی کا پیش قدمی نہ کر سکتے ہیں۔ دیکھتے اور مناظرے کا زمانہ طول ہو جاتا ہے۔ مولوی رحمت اللہ صاحب اور مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کے بعد

کیا کہ اسلام غلامی کا مخالف ہے۔ انہوں نے اس پر قرآن کریم کی آیت اماننا بعد واما انما آؤ سے استدلال کیا ہے۔

مولوی چیراغ علی صاحب

مولوی چیراغ علی صاحب مسئلہ جہاد پر ایک محققانہ کتاب لکھی۔ اس میں ثابت کیا کہ جہاد نبوی کی ساری جنگیں دفاعی تھیں اس کا اردو ترجمہ "تفتیح الجہاد" کے نام سے شائع ہوا ہے۔ ان کا دوسری تصنیف "اعظم الکلام فی ارتقاء الاسلام" ہے۔ یہ کتاب بھی ایک پادری کے جواب میں ہے جس نے یہ اعتراض کیا تھا کہ اسلام ترقی کا مخالف ہے۔ ان کی تیسری تصنیف "بشریت مشیل ہوسے" ہے۔ اس کا موضوع نام سے ہی ظاہر ہے۔

سید امجد علی

سید امجد علی کے تیسرے رفیق "سید امجد علی" تھے۔ یہ مشکل کے باشندہ تھے اور ان مسلمانوں میں سے تھے جنہوں نے علی گڑھ کالج قائم ہونے سے پہلے ہی آس کا ڈگری حاصل کی اور پھر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے یورپ گئے۔ انہوں نے قانون اور اسلام پر بڑے اعلیٰ درجہ کی کتابیں لکھی ہیں۔ اسلامیات پر ان کی جو کتابیں ہیں ان میں سب سے مشہور "اسپرٹ آف اسلام" ہے۔ یہ سیرت نبوی اور اسلامی تعلیمات پر بہت مفید اور مستند درجے کی کتاب سمجھی جاتی ہے۔

اسبابِ ناکامی

اس مختصر سی روداد سے ظاہر ہے کہ انیسویں صدی عیسوی مسلمانوں کے لئے بڑا بڑا آشوب زمانہ تھا۔ سیکولر کاسٹرائٹ اقبال عروج پر تھا اور وہ اپنے زعم اقتدار میں اسلام پر گتہ سے گتہ اعتراض کر رہے تھے مسلمان حاکم خواہ وہ قدامت پرست ہوں یا جدید پسند دونوں اس صورت حال سے بے چین تھے۔ ان کی توجہ ترقی پسند سیمیت پر مرکوز ہوئی تھی مگر ہندو کی ترقی پسند تاریخ گواہ ہے کہ اخلاص و نیک نیتی کے باوجود ان میں سے کوئی طبقہ سیمیت کے مقابل کوئی مستقلی حامد قائم نہ کر سکا۔ ناطق ذہین اسلامی ہندو اور ایمبول کی کوئی ایسی جماعت قائم ہو سکی جس کا مقصد ہی کھلی ہوئی ہو۔ اس جگہ ہم اس ناکامی کے اسباب کا پتہ لگانا چاہتے ہیں۔ پہلے گروہ کی ناکامی کا سبب تو معلوم ہو چکا کہ حقیقتاً حیات سرج میں یسوع مسیح اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت ثابت نہیں ہو سکتی۔ البتہ دوسرے گروہ کی ناکامی قابل غور ہے اس لئے کہ یہ گروہ نہ حیات سرج کا قابل تھا نہ

مترجم میں اپنا دکھاؤ کا مخالف پھر بناؤ تھا اس کی جماعت تھی اور سیموں کے مقابل ایک جدید علم کلام سے کام لے رہی تھی۔

تعلقِ بائبل کا فقدان

اس طبقہ کی ناکامی کا سبب یہ تھا کہ یہ لوگ قوم کے سامنے کوئی ایسا نمونہ نہیں پیش کر سکے جو عقلی و فکری کے ساتھ روحانی تہذیب کی قوت بھی رکھتا ہو۔ اسلام صرف عقلی تاریخ فکر کا نام نہیں۔ مسلمان اس جماعت کو کچھ نہیں جانتے فلسفہ و اخلاق کی تعلیم کوئی ہو۔ اسلام اور اصلاح جماعت کی اصل بنیاد عقلی بائبل پر ہے مریسید اور ان کے رفقاء علم سکول کی دنیا میں یکا نہ ورت گیا تھا ہی مگر جوتھی سے وہ لوگ تعلق بائبل پر ہی تھے جو عقلی ذرائع سے بنا رہتے۔ وہ اس کے ذریعہ حقائق سے عاجز و مرگوشی کا ہے وہ ایسے کٹاؤں میں تھے جہاں نہ عقلی تعلیم کا ہے اور نہ بائبل کا عہدہ ہے یعنی ادنیٰ کوئی استعداد نہیں۔ لیکن اس طبقے اور علم کلام میں دعویٰ کی گنجائش نہ ہو سکی تھی کیونکہ صورت ہو سکتی ہے یہ وہ جسے کہ ان قابل تہذیبوں نے اسلام کے دفاع کے لئے بہت بہت لڑیں جنہیں کسی شکر کوئی نہ ہوا تھی لیکن کبھی ہوتی ان کے گروہ میں ہوتی۔ وہ لوگ تو اس طبقے کو نہیں سمجھتے وہ مریسید کی غیر مقبولیت کو اس طرح نہیں دیکھتے ہیں جتنا انہوں نے دیکھا ہے کیا وہ ملک میں اپنے ہم خیالوں کی ایک جماعت پیدا نہیں کرنا چاہتے تھے؟ اگر بات نہیں تھی تو انہوں نے رسالہ "تہذیب اخلاق" کیوں جاری کیا؟ اور اس کے ذریعہ جدید علم کلام کی اشاعت کیوں کرنا چاہتے؟ اس جگہ ایک غلط فہمی کا زوال ضرور ملحوظ ہونا ہے وہ یہ کہ مریسید اور ان کے رفقاء میں نہ زور و طاقت نہ ہونے کے برعکس انہیں کہ وہ حضرات ارکان اسلام یا دیگر اسلامی جماعتوں کے قابل نہ تھے مریسید تو وہی تھے اور اکثر اپنے کو نیم پڑھا و باہی کہہ کر تھے لیکن وہ بائبل میں غلو کر گیا۔ ایسا انسان ارکان اسلام اور عبادت بدنی سے انکار نہیں کر سکتا تھا اگر بائبل کی تلاش جو صورتیاد و کلام کا طریقہ ہے یہ اس صورت تعلیم نہیں کر سکتے تھے۔ (باقی)

ظہار کا ہونے کی کوشش کریں۔ ہم جس نہر سے پھر رہے ہیں وہ بھی ہمیں صاف دکھاؤ کہ بائبل کی تعلیم کو تباہی اور ہلاکت آقا و مراد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ ہو بھی سکتا ہے۔ جماعت احمدیہ کے افراد کے لئے تو اس شورش برپا کرنا اور بھی زیادہ ضروری ہے کیونکہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا ہم اور نازک ذمہ داری ہم سے جن ممالق قریبیوں کا مطالبہ کرتا ہے ان سے ہم سادگی اور کفایت شجاری کو اختیار کرنے بغیر ہرگز عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایضاً اشارتاً نے سادہ زندگی اختیار کرنے کو فریاد کیا جو یہ کہ انیس مطالبات میں شامل فرمایا ہوا ہے۔

شدت

مشیح خورشید شاہ

حکومت سے تبلیغِ اسلام کا انتظام کرنے کا مطالبہ

اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ "قومی اسمبلی میں سرکاری جنرل کے ڈپٹی سیکریٹری جنرل عبدالغفور نے حکومت پر زور دیا ہے کہ غیر ملکی میں اسلام کی تبلیغ کے لئے تبلیغی جماعتیں بھی جائیں انہوں نے کہا پاکستان محض نظریہ اسلام کا بناؤ پر حاصل کی جی ہے لیکن یہ بد قسمتی ہے کہ جہاں میں تبلیغ اسلام کے لئے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی۔ کوئی عبدالغفور نے حکومت پر زور دیا کہ اس مقصد کے لئے بھی کچھ رقم مختص کی جائے۔"

(لوئے وقت ۲۰ جون ۱۹۶۳ء)

الموجودہ مسلمانوں میں آہستہ آہستہ تبلیغ اسلام کی ضرورت واضح ہو رہی ہے اور اس کے لئے ہمارے ہاں احساس پیدا ہو رہا ہے ہماری دعا ہے کہ یہ احساس ترقی کرے اور عملی صورت اختیار کرے تاکہ اس کے ٹھوس نتائج پیدا ہوں۔

لیکن مندرجہ بالا مطالبہ کے مطابق اگر حکومت تبلیغ اسلام کے لئے تبلیغی جماعتیں بھیجے گا انتظام کرے تو سوال پیدا ہوگا کہ حکومت کی فرقہ وادگیوں سے تبلیغ کرانے کی اگر ایک فرقہ کے مبلغین کو حکومت بھجوائے گی تو کیا دیگر فرقوں کے مسلمانوں کو اس پر اعتراض نہ ہوگا۔ یہاں اس قسم کی اور بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ ان حالات میں کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ حکومت سے مطالبہ کرنے کی بجائے مختلف اسلامی جماعتیں خود میدان عمل میں آئیں اور جماعت احمدیہ کی طرح اپنے ملک کے مطابق تبلیغ اسلام کا کام شروع کریں اور اس طرح مسابقت کے نتیجے کے ساتھ ایک دوسرے سے بڑھ کر اس میدان میں کام کریں گی کوشش کریں!

طوفان اور سیلاب کی تباہ کاریاں

انجرائت میں یہ خبر شائع ہو چکی ہے کہ "مشرقی پاکستان میں چائیکام کے ساحلی علاقوں میں موسلا دھا بارش کی وجہ سے اس علاقے کے تمام دریاؤں میں سیلاب آ گیا ہے اور صحت حال خوشیناک ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ واضح ہے کہ گذشتہ ماہ انہی علاقوں میں

طوفان نے زبردست تباہی پائی تھی جس کے نتیجے میں تقریباً پندرہ ہزار افراد ہلاک ہو گئے تھے۔ ایسی حکومت تباہ حال لوگوں کو دوبارہ آباد کرنے نہیں پاتی تھی کہ سیلاب تباہی عی دی۔ ہزاروں لوگ بے موصوفاتی حالت میں پڑے ہیں۔ اکثر علاقوں میں تین تین غٹ پانی بھر گیا ہے اور مکانات منہم ہو رہے ہیں۔"

(شہناز لیشا اور ۲۰ جون ۱۹۶۳ء)

مشرقی پاکستان میں طوفان اور سیلاب کی تباہ کاریوں کی یہ خبریں قیامت نگر محرمین پاکستانی کے لئے دلی صدمہ اور گہرے رنج و غم کا موجب ہیں ان خبروں کو پڑھ کر کہیں کہاں اٹھ نہ سکیں گے۔ حضور بے دعا کوئی جاہلیت ہے کہ وہ ہمارے ملک کو آئندہ ان آسمانی آفتوں سے محفوظ رکھے وہاں ہمیں اپنا بساط کے مطابق اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی مدد کرنے کی بھی ہر ممکن کوشش کرنا چاہیے۔

خدا مالک اور یہ خلق خدا کی بے لوث خدمت کرنے میں ہمیشہ نمایاں حصہ لیتے رہے ہیں۔ اس موقع پر بھی انہیں اپنے امتیازی مقام کو بڑھاتا رکھتے ہوئے میدان عمل میں آنا چاہیے۔ مشرقی پاکستان کے خدام کو ہاتھوں اس طرف خاص توجہ کرنی چاہیے۔

ہر کیفیت شجاری وقت کا اہم تقاضا ہے

ذریعہ شجاریہ مشر محمد شجاریہ نے مرکزی حکومت کو بلاشبہ پیش کرے ہوئے قوم کو زیادہ سے زیادہ ہجرت اور کفایت شجاری اختیار کرنے کی تلقین کی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ "کہا جاتا ہے کہ روس میں پہلے دو چیمبالہ لہو مولوں کے دوران اس قدر زیادہ کفایت شجاری اختیار کرنا پڑی کہ لوگوں کو قریباً قاتلوں کی ذیبت آ گئی۔۔۔۔۔"

ہو سکتے ہیں کہ پاکستان میں مکمل طور پر تو روس کی مثال پر عمل نہ کر سکے لیکن اگر ترقیاتی پروگرام کو بڑھ کر عزم جذبہ کے ساتھ کامیابی سے ہمکنار کرنا ہے تو روسی تجربے پر کسی حد تک عمل کرنا ہمارے لئے من سب ہوگا۔ ذریعہ شجاریہ کا مشورہ یقیناً اس قابل ہے کہ پاکستانی عوام اور حکام دونوں اس پر

اذکار و موافقہ بالخیر

والد محترم مولوی محمد عزیز الدین صاحب موم کا

ذکر خیر

مولانا حکیم محمد امین صاحب مبلغ انجمن مدرسہ امیر الہند

ہمارے دادا جان حضرت مولوی حکیم وزیر الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میکربا فلیع ہوشیار پور کے رہنے والے تھے۔ بلوچستان کی رشاہت کے ابتدائی زمانہ میں آپ بڈل سیکل کے پیدائش تھے اور موسیقی تعلیمات میں اپنے وطن میکربا آئے ہوئے تھے ان دنوں آپ کو براہین احمدیہ کی اشاعت کا علم ہوا اور غرضی قسمتی سے مطالعہ کا موقع بھی میسر آیا آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے جید عالم تھے۔ اس کتاب پر نظر ڈالتے ہی تفرقت براہین احمدیہ سیدنا سیدنا حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملاقات کا اشتیاق لے پائیا وہ کیریاں سے قربان حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دادا جان سے آمد کی وجہ دریافت فرمائی۔ جس کا جواب دادا جان نے موزوں فرمایا۔

شعر میں دیا۔ جس کا مفہوم یہ تھا کہ وہ حساب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کو بلایا تھا میں وہ جام پیئے کے اشتیاق سے حاضر خدمت ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسکراتے ہوئے ازدرن حد نہ تشریف لے گئے۔ اور گھر سے جانے کی پیالی لاکر دادا جان کی تواس فرمائی۔ دادا جان ہمیشہ فرماتے تھے کہ اس چائے کی پیالی نے مجھ میں فراد کا ذوق و شوق اور مردار ایا کوٹ کھٹ کھیر دیا کہ اس کے اندر کھجی کوئی نماز قضا نہ ہوگی بلکہ نماز آنکھوں کی گندنگ بن گئی۔ دادا جان کا یہ سفر حدائقِ نفرت سے تھا۔ آپ کی فرات اور خوش نفسی قابل رشک ہے کہ آپ نے حضور کی خدمت میں دعوتِ مسیحیت سے قبل ہی بیعت کی درخواست کی۔ جس کا جواب حضور نے "ست ما ہودا" میں دیا۔ یہ جواب پاکر بھی آپ یقین سے برہے کہ امام احمدی آپ ہی ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پہنچے اور عیال بھی حاضر ہوتے رہے اور حضور تلبیہ الصلوٰۃ والسلام سے دعوت سے قبل بھی دعائیں کہانے کا شرف حاصل کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے فیض اولادِ زینبہ کا حصول دادا جان ۷۰ کے سال چچا کیوں پیدا ہوئے لیکن اولادِ زینبہ سے آپ محروم تھے۔ آپ کو عداوت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے فیض اولادِ زینبہ

سے نوازا۔ اس خصوص میں محترم والد صاحب کتبہ گراہ جو ان کے ہاتھ کا تخریر فرمود ہے وہج کی جاتا ہے۔ موصوت نے یہ خطوم کر کے اعلان کی جو اب جو کم برائٹیوں کی صاحب کی خدمت میں تحریر کیا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ازداد پتہ ڈی علیہ اکال گڑھ
مکان نمبر ۱۳۲ AA
مردہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۲ء

مکری پرائیویٹ سیکریٹری صاحبہ ام اللہ فیضیہ السلام علیکم دو عتہ اللہ وراکنا۔ عرض ہے کہ خاک را محمد عزیز الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ دلہ حکیم مولوی وزیر الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا نشی احمدی ہے۔ میری تاریخ ولادت ۲۲ جون ۱۸۸۷ء ہے۔ میرا نام بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لکھا ہوا ہے اور میری پیدائش بھی بغیض دعائے حضرت اقدس چچا کیوں کے بعد ہوئی تھی والد محترم حضرت اقدس کے دعوتِ مسیحیت سے پہلے کے معتقد تھے اور ابتدائی حقہ براہین احمدیہ کا پڑھتے ہی فریفتہ ہو گئے۔ خدمت مبارک میں حاضر ہو کر مسیحیت کی درخواست کی۔ مگر حضور نے فرمایا اچھی تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیبت لینے کا حکم نہیں ملا۔ والد محترم کا اسم گرامی ۳۱۳ میں ہے۔

آپ نے میری ولادت پر کچھ قادی کے اشارے کیے تھے جن میں سے ایک یہ ہے یہ پیری داد دادا تو فرزند عزیز الدین کہ باادانت خورند بیزاب قصیدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح میں لکھا تھا۔ جس کے چند شعر سو یا ہیں۔

لے امام قادیانی برتو صلواتہ اسلام
درستان نا توانی گوش فرما ذغلام
نیک میدانی کہ شومر کشان ہر سو باست
از چہ حکمت دیر ماندہ ذوالفقار دینا
نے جواب ہندو آئے تریاق القلوب
سے جواب اہمات المؤمنین لائے تقام
یہ پہلے شعر تھے آخری شعر یہ تھا

بر عزیز الدین دعلتہ جبر و ملتہ السلام
پاکش عمری کے عداؤں سے یہ تفسیرہ و اجالہ
بیشاں نہ ہو جس تھا خاک را ۱۹۲۰ء سے ۱۹۲۰ء
تک تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں تعلیم

پانا رہا ہے۔ دستخیزت صلح و عود امید اللہ
نیوہ العزیز حضرت مرزا بشیر احمد صاحب خط
حضرت مرزا عزیز احمد صاحب کمرہ کے ساتھ
ہم جاغت ہوئے کہ خزر کھتا ہے۔ راہ کرم ہنقر
کانام بھی ہنقرہ صاحب شائے فرما کر شاد روزی
والسلام خاک را محمد عزیز الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ریشا کرڈاشین مار سوا

اس کو توب سے جانا ہے کہ دادا جان نے
کے خوش نصیب ان کے کہ خدا تعالیٰ نے
ان کو لائق کے چند مبارک افراد میں شامل ہونے
کا فریضہ جو دعویٰ سے قبل حضور کی فدی میں
شامل ہو گئے اور اپنے نام کو زندہ جاوید جنگے
ان کے بعد محترم والد صاحب نے حضرت مسیح موعود
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کے مجسم نشان لے کر
خدا تعالیٰ سے ہمیں ۵۵ سال کی عمر عطا کی اور
ان کو درخندان کے لئے خیر درگت کہ
موجب بنا رہا۔

حضرت دادا جان اور توی نسلاً جیداً کانشان
دادا جان پر نومبر ۱۹۰۵ء میں چاچا
خانہ کا تخت ہو گیا۔ جس سے آپ چاچا
ہو گئے لیکن اپنے آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی فدی اور حضور کی دعاؤں کی رکت
سے تشریح نسلاً جیداً کانشان اپنے
گھوس دیکھ کر دنیا سے رخصت ہوئے۔ محترم
والد صاحب کی شادی چھوٹی عمر میں ہی کر دی
گئی۔ چنانچہ آپ کی دعوات سے پہلے آپ کے
ہلی خاک را کئی موشہ محترمہ صاحبہ نے ناظر صاحب
اور مرحوم بھائی صاحب علیہ السلام صاحب پیدا ہو گئے
تھے ہمیشہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی یادگار ہیں۔ جس کا نام بھی حضور
سے لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے وجود کو
تا دیر سلامت رکھے۔ آمین۔

آپ کی ولادت پر خوشی
دادا جان کے پورے خاندان میں محترم
والد صاحب کی پیدائش نہایت قدر دان
کے ماحول میں ہوئی۔ اور خاندانی نشان دکھ کر
سب چھوٹے بڑے خدا تعالیٰ کے حضور سجدات
شکر بھی لائے اور بعض نے اپنی فدیوں پوری
کیں حضرت دادا جان نے وقتاً فوقتاً اردو
فاری تعلیم دیکھ کر اس خوشی کو عملی اظہار کیا
اور ان سے بعض فقہاء اخبارات سلسلہ میں
مبھی شائع ہوتے رہا حضرت اقدس کی خدمت
میں پیش کرنے یا اس نے اور کلمات تحسین سننے
کی بھی سعادت حاصل کی نیز اس وقت سے
بھی بار بار حضور کی خدمت میں اپنے فرزند ارجمند
کے لئے شریک دعا کرتے آس تان سے
خاندان کے افراد کو ازاد ایمان حاصل ہوا۔
محترم والد صاحب کا پچھن
جیوں کے کتب سے ظاہر ہے کہ آپ کا ابتدائی علم

یوں تا دیان میں رہ کر نہ صرف تعلیم حاصل کرنے کا
موقوعہ بلکہ مبارک وجود کی تمام صفتی اور
سعیت کا بھی فخر نصیب ہوا۔ فالہ لہ
علاوہ ازیں اپنے والد محترم کے ساتھ بعض
اہم تصوف میں بھی شریک رہے اور سیدنا
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
نشانی کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے
کی سعادت حاصل کی۔ شکر کہ نگوہ کے زرار
کانشان۔ ذابب عالم میں شرکت اور بعض
دوسرے نشانات۔

شکل و صورت

پچھن کے فوٹو سے معروضیت اور
نورائیت کی عجب چہرے سے نظر آتی ہے
سوان میں اپنے مقدس آقا حضرت مسیح موعود
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مہمداق جمال سنشیں وہیں
آکر درشت بہت رکھتے تھے بڑھاپے میں
بیاری اور ضعف سے بہت نحیف ہو گئے تھے
لیکن جوانی میں آپ کی پاک و جواد باوقار
شکل کو دیکھ کر اکثر لوگ بزرگ اور روحانی
وجود کے خفا سے ادب بعض تو ایک
ہی نواز دہانے کے بعد دیانتت کرنے کہ گیا
یہ بزرگ احمدی ہیں؟

آپ کی تعلیم

آپ نے اپنے والد محترم کے زیر سایہ
امتان در سیکولر ڈپل پاس کی بعد میں بزرگ
تک تادیان میں تعلیم حاصل کی پھر آپ کو
طب سیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ جس کا ابتدائی
ذوق اپنے والد محترم کی محبت میں پچھن میں
سبھی تھا۔ لیکن لاہور میں ملازمت کے دوران
میں کچھ عرصہ طبیہ کالج میں طبی تعلیم حاصل کی۔
ازال بعد اپنے خاندان کے بعض طبیوں
کے تجارب اور محاولات مطب سے استفادہ
حاصل فرماتے رہے نیز خود بھی جب تک
صحیح تھے، حاجت دی علم الابدان اور
علم الادیان کے مطالعہ سے مرز ملاقات
رہتے۔ (باقی)

درخواست دعا

عزیزہ خورشید بیگم بنت مولیٰ بنت علی
صاحب دھوری تقریباً دو سال سے بیمار ہیں
سرمی سے اور اسے سول ہسپتال جیم میں
داخل کیا جا رہا ہے
بزرگی سلسلہ دگر احباب سے عزیزہ کی
کامل شفا یابی کے لئے درخواست دعا ہے۔
دعائے شکر و سپاس بہت المال۔ بگرات
۔۔۔ پوری محمد جرات صاحب بن پرنسٹ صاحب
پیشہ لاء جیل ۱۱۱۱ پٹی پٹی میں نشانی کو لوگ بھی بزرگ
بہت کوزہ ہو گئے ہیں۔ صاحب جرات کی خدمت میں
ان کی محبت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

۱۱۱۱ پٹی پٹی میں نشانی کو لوگ بھی بزرگ بہت کوزہ ہو گئے ہیں۔ صاحب جرات کی خدمت میں ان کی محبت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

موسم گرما کی تعطیلات میں مرکز سے ہر جانور کے اجتناب

کون نہیں جانتا کہ دوہائی مراکز میں رہائش محض دوہائی مفاد کے حصول کے لئے ہو سکتی ہے۔ پیش کے دھند سے اس کو کوئی مرد کا نہیں بڑھا۔ اگر ہوتا ہے تو محض تازگی۔ مگر یا یہ ایسی تربیت گاہ ہے۔ جہاں پر آنے والا ایک نوا آمیز طالب علم کی حیثیت سے داخل ہوتا ہے۔ اور مختلف دوہائی زندگی اور مواقع میں رہنے کی وجہ سے اپنی دوہائیت کی اس رنگ میں تبدیل کرنا ہے کہ مرکز سے باہر کی دنیا کے لئے ایسے استاد کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے کہ اس کا وجود خلق خدا کے لئے ایک سرمایہ رحمت اور فیوض بن جاتا ہے اور زندگی کے خواہاں اس سے نئی زندگی پانے لگ جاتے ہیں۔ ہند امیری استندہ خاندان تھا جس کے کہ ان ایام میں مرکز سے جانے والا ہر احمدی اس نیت اور عزم کے ساتھ دوہا مرکز کو وہ جہاں جائے وہ "ایک نئی زمین اور نئے آسمان" مجسم دے کر مرکز کی رہائش کا حق ادا کرے۔ اس طرح سب کا جانا بھی مبارک ہوگا۔ اور ان کا آنا بھی مبارک ہوگا۔ مگر اس خدمت کو معین شکل میں بنالانے کے لئے ضروری ہے کہ پھر کیا اپنی متعلقہ رہا کارڈ تنظیم مثلاً انصار اللہ، خدام الاحویہ، اطفال الاحویہ، لجنہ امداد اللہ اور ناصرات الاحویہ کے مرکزی دفتر سے تفصیلی ہدایات لے کر روانہ ہوتا کہ ہر ایک کو علم ہو جائے کہ وہ کیوں اپنی تنظیم کی باطن طریق نامتوں کو کھٹا ہے۔ و ما توفیقہ فی الآلہ باللہ العلی العظیم (نائب قائد پیشوا انصار اللہ مرکزیہ)

مجالس ہائے انصار اللہ کے ناظمین اضلاع علاقہ توجہ فرمائیں اور

مجالس ہائے انصار اللہ کے جہ ناظمین کی خدمت میں گزارش کی گئی تھی کہ وہ اپنی کالڈری کی ماہیور رپورٹ بھجوا کر انصار اللہ مقرر ہو کر اس طرح کے امور میں حصہ لیں۔ اگر انھی تک اس طرح خاطر خردا توجہ نہیں دی گئی۔ برادہ ہر باقی اس طرح غیر معمولی توجہ فرمائیں کیونکہ نصف سال گزرنے کو ہے۔ اگر انھی تک مجالس ہر عبادی مالی پیداری پیلہ نہیں ہوتی۔ (قائد شمال)

سیکرٹریان تحریک جدید توجہ فرمائیں

محض جانچ پڑتال کی طرف سے وعدہ جاتی قہرمت کا مفاد ہرگز سے کیا جانا ہے اور وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ سیکرٹری صاحب تحریک جدید معدولہ کا ریکارڈ کسی کے سپرد کئے بغیر کہیں باہر بھیجے جاتے ہیں۔ ہذا سیکرٹریان تحریک جدید کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ جب کبھی اپنی جماعت سے باہر نشر لیتے جائیں۔ وہ عدولہ اور دھولہ کا دیکار ڈ اپنے صدر یا امیر کے متوجہ سے کسی اور دوست کے سپرد کر کے جایا کریں تاکہ جماعت کے کامل میں کوئی رد کاوش پیدا نہ ہو۔ اس کے ساتھ ہی یہ واضح کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہر سیکرٹری تحریک جدید کو اپنے پاس مستقل زوجیت کا ریکارڈ رکھنا چاہیے۔ یعنی عدولہ کا ریکارڈ حضرت قہرمتوں تک محدود نہ رکھا جائے۔ بلکہ جماعتوں اور ان کے عدولہ جات و بہتر جات ایک رجسٹر میں درج کر کے ماہ ۱۵ ماہ کی دھولہ کی اندراج کرتے رہنا چاہیے۔ اور مرکز کو ماہ ۱۵ ماہ اپنی سامی سے آگاہ کرتے رہنا چاہیے۔ (دیکھیں امال اہل تحریک جدید)

درخواست ہائے دعا

- ۱- ہمارے محترم خاندان بیاہریں اور میرے ہسپتال لاہور میں داخل ہیں۔ اصحاب جماعت دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کا رحمت عطا فرمادے۔ آمین۔ محمود احمد داد اللہ شفا خان نوال
- ۲- اس علاقہ میں ایک شہید بچہ کی ماہرہ شہیدوں میں پھول پڑی ہے۔ بہت سے قیمتی جانور لگے ہیں۔ غریب دینار بے دست و پا ہو گیا ہے۔ نئے نئے زمینداروں کا سرمایہ ہونے ہی بہتے ہیں۔ لوگ بہت ہی بائیں اور پریشان ہیں۔ اصحاب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے باجوہ در در فرما کر لوگوں کی پریشانی دور فرمائے اور اپنی مخلوق پر رحم فرمائے۔ (محمد بدلولین احمدی - بمقام کراٹوال)
- ۳- میرے دلہن مرزا محمد علیہ صاحبہ نے ہر شہرہ دہ کی وجہ سے سخت تکلیف میں مبتلا ہیں۔ ڈاکٹر متعدد دوا - X لینے کے باوجود مرض کی تشخیص نہیں کر سکے۔ اب میرے ہسپتال لاہور میں عتقریباً پندرہ برسوں کا ایبیشن کی کامیابی اور صحت کی بحالی کے لئے دعا فرمائیں۔ درہم لاہور (شہرہ کلا کوٹے)

صوبہ اتر پردیش کے ڈاکٹر ظفر حسن صاحب کی وفات

(ملک شہزاد احمد صاحب جہادین - نائب قائد مجلس خدام الاحویہ ضلع لاہور)

جسٹس انقضیل میں اطلاع شدہ ہو چکی ہے۔ میرے دادا جان حضرت ڈاکٹر ظفر حسن صاحب صوبہ اتر پردیش کے ممتاز محفل قادیان عالی لاہور ہجرت کی چند یوم جہاد کے دوران ۱۹۶۲ء میں فوت ہو گئے۔ ان کے عمر میں وفات پانے۔ انا اللہ مدانا امیدوار ہوں دادا جان نے سلسلہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دمت مبارک پر بیعت کی اور اس طرح حضور کے صحابی ہونے کا حق حاصل کیا۔ آپ نے اپنے والد صاحب سے پہلے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شہریت کی اور ساری عمر بیعت کے عہد کو وفا دہی مخلص اور جوش کے ساتھ نبھایا اور دو دیہاتوں اور بڑے چاہے کے باقاعدگی سے ہر سال حجہ مسلمانہ میں مرکز سلسلہ میں تشریف لائے اور بالشریح اور باقاعدہ چند ادا کرتے تھے۔ ابتدائی ایام میں یہ نظام دعوت میں شمولیت کوئی تھی۔ اپنی زندگی کی آخری پیشین مبلغ ۱۰۰۰۰/۰۰ میں سے ۳۰۰۰۰/۰۰ برائے صوبہ اتر پردیش اور ۱۰۰۰۰/۰۰ حصہ آہل ادا کیا۔ مرحوم نے اپنی آمد کے پہلے حصہ کی دعوت کی برٹی تھی۔ ساری زندگی روز قسط کی جستجو کرتے رہے۔ سلسلہ میں ملائی جان کی وفات پر اور بعد ازاں اپنی شادی شدہ جو ان بیٹی کی وفات پر مہر کا اعلیٰ نو ذلک یا اندر طرح سے اللہ تعالیٰ کی دعاوں پر فائدہ لے رہے۔ مرحوم نے اپنے پیچھے تقریباً ۱۱۱۲ افراد بشمول پوتے پوتیاں۔ نواسے نواسیاں اور ان کی اولاد چھوڑی ہے۔ وفات کے وقت مرحوم کے اکٹھے لاکھ بیسویں میرے دادا اور ملک مظفر احمد صاحب ڈمک میں تھے اور والد صاحب کی چھوٹی ہمشیرہ ازریقہ میں تھیں۔ یہ دونوں مصحت الہی کے تحت دادا جان سے دور تھے۔ ہر خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام درویشان قادیان و دیگر اصحاب کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتا رہا کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے۔ ان کی ساری مہنگوارا دکھیں جمع عطا کرے۔ اور مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

قائدین خدام الاحویہ توجہ کریں

ایک بنیاد اہم امر کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کو علم ہوگا کہ ہر مجلس کے لئے ضروری ہے کہ اپنی ماہانہ کارڈاری کی رپورٹ ہر ماہ پندرہ تاریخ سے قبل مرکز میں بھجوائے اس عزم کے لئے مرکز نے رپورٹ خدام جمہور کے تمام مجالس کو بھجوانے میں اور رپورٹ بروقت بھجوانے کی تاکید کر دی ہے۔ مگر اس کے باوجود کئی مجالس کی طرف سے رپورٹ نہ بھیجی گئی ہے جو نہایت تشویش ناک ہے۔ ہذا اتنا ہی ہے کہ فوری طور پر رپورٹ خدام پر لکھ کر مرکز میں بھجوا دیں اور اشد باقاعدگی اختیار کریں۔ اگر آپ کے پاس رپورٹ خدام نہ ہو تو رپورٹ خدام کو ساڈا کاغذ پر ہی بھجوا دیں۔ اور دفتر کو مطلع کریں تاکہ فہم بھجوانے جا سکیں۔ امید ہے کہ آپ اس کام میں ہرگز تاخیر نہ ہونے دیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ (معتد خدام الاحویہ مرکزیہ لاہور)

مجلس اطفال الاحویہ کا دوسرا امتحان

"ہلال اطفال"

قائدین اور منتظمین اطفال ٹوٹ فرمائیں کہ مجلس اطفال کا دوسرا مرکزی امتحان "ہلال اطفال" ماہ ستمبر میں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ امتحان کے لئے بچوں کو الہی سے تیاری شروع کر دہی جائے۔ وہ مجالس خاص طور پر ٹوٹ فرمائیں۔ جو امتحان میں بچوں کو شریک نہیں کر سکیں حالانکہ انکو پڑھے بھجوانے تھے۔ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اب اس امتحان کے ساتھ ہی پہلے امتحان کا انتظام بھی کریں اور بچوں کو دونوں امتحانوں کی تیاری کر دہیں۔ (ہتمم اطفال الاحویہ مرکزیہ لاہور)

تعمیر

انصار انقضیل مورچہ ۱۱/۱۱/۱۹۶۲ء میں سلسلہ میں ۲۹/۱۹ میں دو علیاں درگاہیں ہیں۔ (نام عمومی نور محمد صاحب ہے کہ قدر احمد ۱۲) رقم اکھوت عمارت جانیے۔ نہ کہ عتقریب (سیکرٹری مجلس کار پورہ لاہور)

بقیہ پانچہزاری مجاہدین تحریک جلدیہ دفتر اول

بعض اصحاب مختلف دیوہات کی بنا پر تحریک جلدیہ دفتر اول کی ایسی سلاکت میں شامل ہونے سے روکنے تھے اب جب کہ ان کے حمایت درست ہو چکے ہیں تو مناسب سمجھا گیا ہے کہ وہاں کی عرض سے ان کے نام الفضل میں شائع کروا کر دے دیئے جائیں۔ لہذا ذیل میں ان کے نام درج ہیں۔

- | | | | |
|-----|----------------------|-----|----|
| ۱۔ | میرزا انیس سالہ چرخہ | ۱۷۸ | ۶۶ |
| ۲۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۱۰۸ | ۶۹ |
| ۳۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۱۰۸ | ۶۹ |
| ۴۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۱۶۹ | ۵۰ |
| ۵۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۱۶۲ | ۵۰ |
| ۶۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۱۲۱ | ۶۶ |
| ۷۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۲۱۵ | ۶۵ |
| ۸۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۲۹۷ | ۶۵ |
| ۹۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۱۰۷ | ۷۵ |
| ۱۰۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۳۷ | ۵۰ |
| ۱۱۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۲۷۵ | ۶۶ |
| ۱۲۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۲۷۴ | ۶۶ |
| ۱۳۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۱۷۵ | ۶۶ |
| ۱۴۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۲۱۵ | ۶۶ |
| ۱۵۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۱۰۶ | ۶۶ |
| ۱۶۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۵۲۲ | ۶۶ |
| ۱۷۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۱۲۰ | ۶۵ |
| ۱۸۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۱۲۰ | ۶۵ |
| ۱۹۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۳۳۳ | ۶۶ |
| ۲۰۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۲۸۷ | ۶۶ |
| ۲۱۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۹۹۵ | ۶۶ |
| ۲۲۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۱۱۱ | ۶۶ |
| ۲۳۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۲۲۵ | ۶۶ |
| ۲۴۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۱۳۶ | ۸۱ |
| ۲۵۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۱۲۰ | ۳۷ |
| ۲۶۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۲۲۷ | ۸۱ |
| ۲۷۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۸۹۲ | ۶۶ |
| ۲۸۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۱۲۷ | ۵۰ |
| ۲۹۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۱۱۵ | ۶۶ |
| ۳۰۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۱۱۲ | ۷۵ |
| ۳۱۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۲۷۷ | ۷۵ |
| ۳۲۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۱۱۰ | ۷۵ |
| ۳۳۔ | میرزا محمد علی صاحب | ۲۸۱ | ۷۵ |

پاکستان کو تباہ کرنے کا منصوبہ

لے کلمہ گو مسلمانو! ایک التماس

مجاہدین سے:

پاکستان کو تباہ کرنے کا منصوبہ

یہ امراری ٹولہ پاکستان کا کسی قدر خیر خواہ ہے اور قیام پاکستان کے سلسلہ میں اس گروہ نے کیا کردار ادا کیا ہے یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے ابھی کچھ عرصہ قبل ہی ڈولہ نے ملک میں اندرونی غلط فہمی پیدا کرنے کے لئے تحریک ختم نبوت کا ڈھونڈ چایا تھا اور اب یہ ٹولہ شیطان کے خلاف متحدہ محاذ قائم کرنے کا تیار ہوں ہیں۔ صرف یہ کہہ کر اس نے سازگار حالات کو بھانپ لیا ہے دم نے اس وقت ہی سٹیگمائی کی تھی کہ مرزا شیوں کے بعد شیوں کی باری آئے گی

گذشتہ دنوں جب ملک میں مارشل لا نافذ ہوا اور صدر ایوب کی حکومت پر برسرِ اقتدار کی تو حکومت نے ملکی آئین کو تشکیلیں دینے کے سلسلے میں متذکرہ تھا جس نے ایک سو اسی ماری کی تھا تو نظام اسلام صہاحت دہس میں اعراری نتیجی اور اس قسم کے مفید اور تعصب عناصر شل تھے، کی طرف سے مذکورہ سوانح کی بعض مشقوں کے جواب میں یہ تجویز پیش کی گئی۔

پاکستان کو کسی شبہ سے نیا یا ر صد مملکت اور وزیر اعظم پاکستان صحیح الحقیقہ یعنی ہونے چاہئیں، کلیدی آسامیوں پر اعلیٰ فرقوں کے افراد کو مقرر نہ کیا جائے۔ جلسہ ہائے عوامی تقاضا بند کر دیئے جائیں۔

یہی وہ مفید و متعصب گروہ ہے جو کانگرس کے ساتھ مل کر قیام پاکستان کی راہ میں فرس طرح کی رکاوٹیں پیدا کرتا رہا ہے اور اب پاکستان میں اندرونی غلط فہمی پیدا کر کے پاکستان کو تباہ و برباد کرنے کے منصوبے بنا رہا ہے۔

دعا نمبر ۲۲ جون ۱۹۶۳

اے کلمہ گو مسلمانو!

تاریخ اف نہ نہیں بیان اتنے سے کہیں زیادہ دلچسپ اور سبق آموز ہوتی ہے اور اس دلچسپ اور سبق آموز نظم عوش مارا کے اورانی کھٹکے اور دلچسپ کو بدترین دشمنی کے باوجود تم ایک دور سے کو کھتم کرنے میں کامیاب ہو گے

تہا ری خانہ جنگل اور باہمی گفت و خون تے ہمیں کوئی خاص نقصان نہیں پہنچا یا تم جب بھی موجود تے۔ اب بھی موجود ہو اور کبھی موجود ہو گے۔ لیکن کیا تمہاری اس ضرب بیلار باہمی تھی اسلامی حکومتوں کا چراغ نہیں گل کر دیا کیا تمہاری کابل رشک تہذیب و تہذیب کے نقوش فنا نہیں کر دیئے، کیا تمہارے اقتدار و سلطوت کو پاکستان کا تھی نہیں بنا دیا۔ تم سلامت رہے مگر تم نے اسلام کو کھتا کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ تمہارے دہم مندر ہل ہو گئے۔ بیان جو زخم حید اسلام رنگے تھے وہ آج تک ریس رہے ہیں تمہاری زندگی کا رشتہ قائم رہا مگر اسلام کے سلسلہ و کھو رہا کہ چھری چھری رہی۔ کاش تم موت گئے ہوتے مگر اسلام کی شان و کھیل میں کمی نہ آئے پائی ہوتی۔ کاش تم اس حیثیت کو سمجھ لیتے

من و تو گرفتار شدیم چہ پاک

غرض اندر میان سلامتی اور دست

دعا نمبر ۲۲ جون ۱۹۶۳

ایک التماس

متمدہ محاذ ایک سیاسی اتحاد ہے اور جہاں تک ہم جانتے ہیں یہ سیاسی مزدورتوں کے تابعی معروض وجود میں آیا ہے ہم کسی فرد کی نیت یا عمل پر شک نہیں کر سکتے اور نہ ہم نماز میں لین دین کرتے سکتے متمدہ محاذ کا استعمال و اجتماع جیسے تڑپ صحیح نہیں اور اس کے شرک و ایسے اظہار احترام کے باوجود اس کے اہل نہیں تھے۔ نظریاتی یا عملی طور پر پولیٹیکل پارٹیوں کو مسئلہ نہیں اور نہ اس کے واجب الاحترام ارکان ہی اس کی اہمیت کو سمجھتے ہیں یہ مذہبی صحیح تھی اور مذہبی شخصیتوں کا مسئلہ اور مذہبی اس تفسیر نامہ خیر کے عمل پر قادر نہیں جب تک یہ افراد جو جماعت اس کے اسباب و وجوہ اولدہ افی متعلقہ کو قریب نہ کریں اس ذلت تک پولیٹیکل افراد کو فائدہ یا غیر نفع مند اجتماع نہ مفید ہو سکتا ہے اور نہ اس سے ہم وہ مقصد ہی حاصل کر سکتے ہیں جو مولانا ابوالخا موود دی کے نام کی فکر واد کے صحفہ کی نفع ہے۔

دعا نمبر ۲۲ جون ۱۹۶۳

متمدہ محاذ کی مخالفت جیڑا ہے وہ اس کا مسئلہ ہی نہیں اور نہ متمدہ محاذ کے مددگاروں کی مخالفت کا مقصد ہے یا ان ذلتوں پر تکیا ہونے سے۔ یہ مسئلہ شرعی مسئلہ پر اتحاد میں اسلامی مسئلہ ہے۔

اگر میں مقصد کی تو تمہاری ہوتی اس کا صل بھی شمار نہیں کرتی ہے کہ مولانا ابوالخا موود کی جو اسلامی نظام برپا کرنے کے سیاسی داعی ہیں ان کے ساتھ ایک بھی دینی بیڑا نہیں دہا نہ پڑا تھا جہاں جانتے ہیں اور جہاں ہم نہیں کہ ان کے ساتھ تک قدم چلنے کو تیار نہیں ہوں گے ہم دین کے سلسلے میں متفقہ اور ان کے ساتھ تھک ایک ایک کر کے کٹ چکے ہیں اس کی

ڈولہ گول خواتم نظر آ رہے ہیں جو خود مولانا کی حکومت کے قریب مقیم ہیں ایسا نہ ہو کہ مولانا کی سیاسی شخصیت اپنی دیہاتی تہا ری کا غیر شعوری طور پر ان لوگوں سے انتقام لینے کی جگہ میں اپنا وجود ہی کھو بیٹھے اور تمہیں اس کا یہ ہو کہ تمہا مذا ان کے لئے پورس کا باقی ثابت ہو۔ دینی عناصر پہلے خود پٹ جائیں جو ہمدان کے قتل شدہ کیجئے

(جین ۲۲ جون ۱۹۶۳)

